دور حاضر میں تربیت اولاد کا فقدان اور والدین کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

Lack of Child Training and responsibilities of Parents in Modern Times(Analytical Study in the Light of Quran & Hadith)

DOI: 10.5281/zenodo.8309650

**Dr. Navid Iqbal,*
***Dr.Hafiz Muhammad Arshad Iqbal*

Abstract

Taleem O Tarbiyat (Improvements) is an integral part of human society. Without it, a peaceful and peaceful society is impossible. Because it is due to training that the moral aspects of every human being are refined. Every day in social life one meets such a variety of human beings that a civilized and dignified person immediately knows where his opponent stands morally and educationally. It is inherent in human nature that he likes beauty and modesty, but for this it is necessary that the person is sound and educated because there are many people in society who are morally inferior. Victims are also due to lack of training. Generally, Tarbiyat starts from the mother's lap. When the child is in the mother's lap, the child needs a lot of training so that it can follow the right path from the beginning. The example of a child is like a white paper on which you can write and do any kind of work, and whatever is written on it is like a line on a stone. And trained and minded with the condition, it becomes firmly imprinted in their mind like a line in stone. If the parents pay attention to the proper training of the children at an early age, then those children do not miss the training aspect throughout their life. But one of the reasons for the lack of education nowadays is the negligence of parents in the taleem o tarbiyat of their children, so it is necessary to explain the responsibilities of parents in the light of Quran and Hadith in this research paper.

Keywords: *Lacke of Training, Children, Responsibility of Parents, Modern Time, Analytical Study*

دنیاوی زندگی میں انسان کو جتنی نعمتیں ملتی ہیں اس میں ایک بڑی نعمت اولاد کی نعمت ہے کیونکہ اولاد ہر انسان کے لئے مستقبل کا ایک قیمتی اثاثہ ہوتا ہے جو اس کا وارث بھی بنتا ہے۔ اگر اولاد نرینہ ہو تو اس کو نعمت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مؤنث کو رحمت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اولاد ہی سے انسان کی زندگی میں نعمتیں، رحمتیں اور رونقیں آتی ہیں

....

*Assistant Professor, Department of Hadith Sciences, AIOU, Islamabad,
**Assistant Professor, Department of Quran & Tafseer, AIOU, Islamabad,

لیکن یہی اولاد دنیا میں خوشی اور راحت کا ذریعہ اس وقت بنتی ہے جب ان کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا جائے بچپن سے ہی اولاد کی تربیت کا خیال رکھا جائے۔ عصری علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم اور اسلامی تربیت کا خاص اہتمام کیا جائے تو پھر اولاد پوری زندگی تربیتی پہلو سے کسی قسم کی کمی محسوس نہیں کرتی۔ اس لئے تربیت کے حوالے سے بہترین وقت تو کم عمری ہی ہے لیکن شرعی اعتبار سے تربیت کے لئے کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے۔ اس کی واضح مثال ہمارے سامنے صحابہ کرام کی شکل میں موجود ہے کہ بہت سارے صحابہ کرام جو دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے اخلاقی اور تربیتی پہلو بہت گرے پڑے تھے لیکن آپ ﷺ کی صحبت اور تربیت کا یہ اثر ہوا کہ وہ بعد میں امت مسلمہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے۔ صحابہ کرام کی حیات طیبہ اور تعلیمات نبویہ میں غور وفکر کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ تربیت ایک ایسی چیز ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے مربی کا ہونا ضروری ہے وہ مربی چاہے والدین کی شکل میں ہو یا پھر استاذ اور شیخ کی شکل میں ہو۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور عملی اقدامات ہمارے لئے بہترین مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کا انداز تربیت نہایت پُر اثر تھا آپ کی تربیتی انداز ہر پہلو سے جامع اور مکمل تھا۔ آپ ﷺ کی تربیت میں مثبت پہلو راجح ہوتا تھا جس کی وجہ سے مقصود بھی حاصل ہو جاتا تھا اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت میں آپ ﷺ کی تعلیمات اور عملی کردار کو سامنے رکھیں تاکہ ایک مضبوط اور اچھے معاشرے قائم کر سکیں۔ بچوں کی تربیت سے ہی ایک مثالی اور خوشحال معاشرہ کا وجود ممکن ہے۔ دور حاضر میں اولاد اور بچوں کی تربیت میں کافی کمی دیکھنے میں آرہی ہے جس کی وجہ سے بہت سارے بچے سکول کی عمر میں ہی غلط راستوں پر چلے جاتے ہیں جو بعد میں نا صرف والدین کے پریشانی کا باعث بنتے ہیں بلکہ معاشرتی اور سماجی اعتبار سے ہر قسم فساد برپا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین اپنی اولاد کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں اور اس سلسلے میں آپ ﷺ کی تعلیمات کو مد نظر رکھیں کہ آپ نے بچوں کی تربیت میں کن امور کو مد نظر رکھا ہے جن کے مثبت نتائج سامنے آئے۔ اس حوالے سے والدین کی کیا ذمہ داریاں بنتی ہیں اور وہ اس حوالے سے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

تربیت اولاد کے فقدان کے اسباب

تربیت اولاد سے متعلق جب ہم سماج اور معاشرہ کے حالات کو دیکھتے ہیں تو بچوں کی تربیت میں جہاں پر دیگر کوتاہیاں سامنے آتی ہیں تو وہاں پر چند ایسے عوامل کا وجود بھی تربیتی پہلو سے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر ان اسباب کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی تو والدین کے لئے اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنا آسان ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس مختصر سے مقالے میں ان چند بنیادی اسباب کو اختصار کے ساتھ بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد والدین کی تربیت کے حوالے سے ذمہ داریوں کو تعلیمات نبویہ ﷺ کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

1- دور حاضر میں اولاد کو حد سے زیادہ پیار دینا

عصر حاضر میں اکثر والدین سے بار بار یہ سننے کو ملتا ہے کہ بچے ابھی چھوٹے ہیں ان کو روکنا اور منع کرنا اچھا نہیں ان ک

ے کھیلنے اور کودنے کے آیام ہیں بڑے ہو کر یہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ بعض کے الفاظ یہ بھی سننے کو ملتے ہیں کہ ایک یا دو ہی تو بچے ہیں ان کے لئے میں کیسے کسی چیز کے بارے میں انکار کر سکتا ہوں۔ اس لئے والدین ان بچوں کی ہر خواہش کو پورا کرنے میں کوئی دیر نہیں کرتے اور بچے میں ہر خواہش کے پورا کرنے کے عادی بنتے جا رہے ہوتے ہیں جو بعد میں ہر خواہش اور آسائش بھی ان کی ضرورت بن کر رہ جاتی ہے اگر بعد میں والدین ان کو پورا نہیں کر پاتے تو بات نافرمانی اور عصیان سے شروع ہو کر نشے اور مختلف جرائم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر معاملے میں اعتدال کو اپنایا جائے۔ دین اسلام میں اعتدال کو اپنانے کی بڑی تاکید آئی ہے۔[1] اس وجہ سے محبت سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے اگر کہیں پر بچہ غلطی کرے تو ان کو احسن طریقے سے منع کیا جائے نہ یہ کہ محبت میں ان کو غلطی کا احساس بھی نہ دلایا جائے۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ بچے کو اپنی غلطی کا احساس دلانا بھی ضروری ہے مگر احسن طریقے سے جیسا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے منہ سے صدقے کا کھجور نکال کر یہ فرمایا کہ یہ صدقے کا مال ہے اور صدقہ ال محمد کے لئے حلال نہیں۔[2] اگر آپ ﷺ تربیت سے زیادہ محبت کو ترجیح دے دیتے تو ان کے منہ سے نہ نکال لیتے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ آپ کی تربیت کی کہ صدقے کا مال نہ کھایا کرو۔

2- بے موقع اور ضرورت سے زیادہ سختی کرنا

اکثر اوقات بعض والدین کی طرف سے یہ بھی سننے اور دیکھنے کو ملتا ہے کہ وہ اپنے بچوں پر ابتدائی عمر سے ہی پابندیاں لگا دیتے ہیں ان کو کسی بھی وقت گھر سے باہر نکلنے اور کھیل کود سے منع کرتے ہیں رشتہ داروں اور دوستوں اور کلاس فیلو سے کسی بھی موقع پر میل جل کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ہر وقت گھر کے اندر رہنے اور لکھنے پڑھنے پر مجبور کرنا اور اسی طرح معمولی سی غلطیوں پر ان کو مارنا اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا یہ ایسی عادتیں ہیں جن کی وجہ سے بچے ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کو زندگی میں جب کبھی موقع ملتا ہے تو وہ پھر ساری پابندیوں کو توڑتے ہوئے والدین کی نافرمانی اور بغاوت پر اتر آتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اسلامی تعلیمات کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں تو وہاں پر سات سال کی عمر تک بچے کو کسی چیز کا مکلف نہیں ٹھرایا گیا ہے ہاں اگر بچہ سات کا ہو جائے تو پھر نماز کی تلقین اور پڑھنے کا کہا گیا ہے جیسا کہ کئی احادیث میں یہ حکم صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔[3]

3- بچوں کے ہاتھ میں موبائل اور الیکٹرانک اشیاء دینا

اس میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتی کہ عصر حاضر میں جہاں تک بچوں کی تربیت میں فقدان نظر آرہا ہے اور بچے دن بدن بگڑتے جا رہے ہیں تو ان کی بنیادی وجوہات میں سے ایک اہم بچوں کو موبائل کی اجازت دینا بھی ہے کیونکہ آج کل انٹرنیٹ کے استعمال کی کثرت کی وجہ سے سوشل میڈیا، یوٹیوب اور ٹک ٹاک کی وجہ سے بچوں کے ذہن منتشر ہوتے جا رہے ہیں ان کا زیادہ تر رجحان ان ویڈیوز کی طرف ہوتا ہے جہاں پر فحاشی اور عریانی اور ہنسی مذاک کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ وہاں پر مقصود ہنسی مذاک ہوتا ہے اس لئے وہ لوگ نہ تو بڑوں کی عزت کا خیال رکھتے ہیں اور نہ ہی اخلاقی پہلوؤں کی طرف دھیان دیتے ہیں جس کی

وجہ سے بچے اخلاقی اور ادبی پہلوؤں سے عاری نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ یوٹیوب پر ایسی غلیظ قسم کے اشتہارات کی بھرمار ہوتی ہے جس کو نہ چاہتے ہوئے بھی سننا اور دیکھنا پڑھتا ہے اب اگر کوئی بچہ ان اشتہارات کو دیکھتا اور سنتا ہے تو لازمی بات ہے کہ ان کے ذہن میں وہی منظر سامنے آتا ہو گا اور وہ حقیقت میں بھی اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جس کے لئے وہ اپنی عزت اور مال کو داؤ پر لگائے گا۔

4- عصری علوم کے ساتھ دینی علوم کے حصول میں کوتاہی برتنا

سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں اکثر افراد کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ سائنس دان، ڈاکٹر، انجینئر اور بزنس مین بن جائے لیکن بہت ہی کم لوگ ہی ان عصری علوم کے ساتھ بنیادی دینی علوم کے حصول کی طرف بھی دھیان دیتے ہیں اور ضروریات زندگی کی حد تک ان کو دینی علوم سے بھی باخبر رکھتے ہیں۔ اس لئے اگر صرف علوم کے حصول پر توجہ دی گئی تو علم اور ہنر تو آجائے گا لیکن وہ بچے اخلاقی اور تربیتی پہلو سے عاری نظر آئیں گے جس کے اثرات ہمارے سامنے ہیں کہ ایسی اولاد بڑے ہونے کے بعد اپنی والدین کی نماز جنازہ پڑھنے میں بھی شریک نہیں ہوتے چہ جائیکہ کہ ان کی خدمت کرے اور کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک والا معاملہ کرے کیونکہ ان کو صرف عصری علوم ہی سکھایا گیا ہوتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا ہونا لازمی اور ضروری چیز ہے اس کے بغیر انسانیت نامکمل ہے۔

5 -والدین کا اولاد کے سامنے بُرے کاموں کا ارتکاب کرنا

آج کل اولاد کی تربیت میں رُکاوٹ بننے والے امور میں سے ایک یہ بھی ہے کہ والدین بہت سارے بُرے کاموں کے ارتکاب میں احتیاط نہیں برتے اور ان کاموں کو بچوں کے سامنے بھی کرتے رہتے ہیں جیسے بچوں کے ساتھ مل کر فلمیں دیکھنا، گانے سننا، غیبت کرنا، جھوٹ بولنا اور سگریٹ پینا وغیرہ ایسے کام ہیں جس کو دیکھ کر بچے بھی ان برے کاموں کے ارتکاب کو بُرا نہیں سمجھتے اور بڑے ہو کر ان ہی امور کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں جو بچپن سے کرکے آرہے ہوتے ہیں تو نتیجہ وہی سامنے آتا ہے جس کو ہم آج کے دور میں روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر آج کے دور میں والدین گھر پر ہوتے ہوئے کوئی دروازہ پر دستک دیتا ہے تو والدین بچوں کو یہ کہتے ہوئے بھیجتے ہیں کہ ان سے کہو کہ ابو گھر پر نہیں ہے حالانکہ ابو گھر پر ہوتے ہیں تو بچوں کے ذہنوں میں یہی بات راسخ ہو جاتی ہے کہ جھوٹ بولنا کوئی گناہ نہیں اور آگے جاکر خود بھی اس طرح کے کام انجام دیتے ہیں۔

تربیت اولاد کے حوالے سے والدین کی ذمہ داریاں

1- اولاد کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرنا

ایک مرد و عورت کا شادی کے بندھن میں باندھنے کے بعد ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کے حضور نیک اور صالح اولاد کے حصول کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرتے رہا کرے۔ کیونکہ ایک انسان کتنا بھی مضبوط اور عقل مند کیوں نہ ہو لیکن

وہ اپنی عقلمندی کی بناء اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر ہی نہیں سکتا جب تک اللہ تعالی کی مدد شامل حال نہ ہو۔ آج کے اس پُر فتن دور میں اکثر یہ دیکھنے میں آراہا ہے کہ والدین کو اپنے لئے مانگنے کی فرصت ہی نہیں ملتی یا ان کو توفیق نہیں ملتی چہ جائیکہ وہ نیک اولاد کے لئے بار بار دعاؤں کا اہتمام کرے۔ قرآن کریم کی کئی آیات میں سابقہ انبیاء کرام کی نیک اولاد کے حصول کے لئے دعاؤں کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً؛ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا:

(رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ،فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ "۔[4]

"اے میرے رب مجھے نیک اولاد عطا فرما، پس ہم نے نیک بردبار بچے کی خوشخبری سنائی۔"

ایک دوسری آیت میں:

(وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا)

اور کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد کی خواہش کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

(هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاء)۔[5]

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے جب بھی دعا کریں تو نیک اور صالح اولاد کے لئے کریں اور یہ نہیں بلکہ اولاد کی پیدائش کے بعد بھی دعاؤں کا اہتمام ہونا لازمی ہے۔

-2 اولاد کی پیدائش سے ہی تربیت کی فکر کرنا

والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ ہے کہ اولاد کی پیدائش کے بعد ان کی صحیح تربیت کی طرف دھیان دے۔ اپنی اولاد کو خوش اخلاق، مہربان، انسان دوست، خیر خواہ، حریت پسند، شجاع، عدالت پسند، دانا، درست کام کرنے والا، شریف، با ایمان فرض شناس، محنتی، تعلیم یافتہ اور خدمت گزار بننے کی تربیت دیں۔ اس حوالے سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے:

" باپ جو اپنی اولاد کو بہترین چیز عطا کر سکتا ہے وہ اچھا ادب اور نیک تربیت ہے۔[6]

باپ کے ساتھ ساتھ ماں کی تربیت بھی نہایت ضروری ہے اس لئے ماں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حمل کے دوران اپنی خوراک، اعمال اور طرز زندگی میں احتیاط کا دامن تھامے رکھے کیونکہ ماں کے اخلاق اور اعمال کا بچے پر اثر ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث سے بھی تربیت کی ضروری ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"مانحل والد أفضل من أدب حسن"۔[7]

کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھے آداب سکھادے۔

بچوں کے ساتھ نرمی، خوش اخلاقی، پیار، محبت، شفقت اور دوستانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، واطاعت والدین کی اولین ذمے داری ہے۔

3-اولاد کا اچھا نام رکھنا

والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک اولاد کا اچھا اور ذو معنی نام رکھنا ہے۔ خود صحابہ کرام نے اولاد کے حقوق کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سے صحابہ نے پوچھا ! یا رسول اللہ ﷺ ماں باپ کے حقوق تو ہم نے جان لئے اب اولاد کے والدین پر کیا حقوق ہیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اولاد کا حق یہ ہے کہ ان کا اچھا نام رکھے اور ان کی صحیح تربیت کرے۔ [8]

4-بچوں کی عزت و تکریم، ان کا استقبال کرنا اور ان سے محبت کا ظہار کرنا

اللہ تعالی نے جتنے بھی مخلوقات پیدا کئے ہیں ان سب میں انسان کو زیادہ تکریم اور عزت والا بنایا ہے۔ ہر انسان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کا احترام کرے بچوں کا احترام اور کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرنا آپ ﷺ کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے۔ سیرت کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کس قدر بچوں کے ساتھ رحمدلی اور محبت کا اظہار فرمایا ہے اور ان کے ساتھ محبت اور نرمی کے برتاؤ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس شخص کا بچہ رو رہا ہو اور وہ اس کو راضی کر کے خاموش کرا دے اللہ عزو جل اس کو اس قدر جنت عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ صحیح ابن حبان کی روایت ہے:

"عن انس أنَّ النبيّ ﷺ كانَ يَزورُ الأنصارَ ويُسَلِّمُ عَلى صِبيانِهِم ويَمسَحُ رُؤوسَهُم"[9]

فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جن انصار کی زیارت کے لئے جاتے تھے تو ان کی اولاد کو سلام کرتے اور ان کی سروں کو چھومتے تھے۔

آپ ﷺ نے ان افراد کی مذمت بیان کی ہے جو اپنی اولاد کو پیار و محبت کم دیتے ہیں مثلا ایک روایت میں آتا ہے: کہ عرب کی ایک جماعت آپ ﷺ کے پاس آئی تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تم لوگ اپنی اولاد کا بوسہ لیتے ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم تو اپنی اولاد کا بوسہ نہیں لیتے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اس پر قادر ہیں کہ تمہارے اندر سے رحمت کو باہر نکال دے۔"[10]

عصر حاضر میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اپنی اولاد سے اس قدر محبت نہیں کرتے جس کی روایات میں تاکید وارد ہوئی ہے۔ بعض تو اولاد سے دور ہونے کی وجہ سے اولاد والد کی شفقت و محبت سے محروم رہتے ہیں لیکن بعض ساتھ ہوتے ہوئے بھی اپنے قریب نہیں کرتے جس کا نتیجہ بعد میں والدین کی نافرمانی اور حسن سلوک میں کمی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں بچوں کی احترام کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

"أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَ أَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ "[11]

اپنے بچوں کا احترام کرو اور انہیں بہترین ادب سکھاؤ۔

روایات میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ بہت زیادہ گھل مل جاتے اور ان کے ساتھ محوِ گفتگو ہو جاتے۔

رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے اپنے گھر کے بچوں سے ملتے۔[12]

صحیح بخاری میں اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل ہوا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ سے بوسہ لے رہے تھے کہ پاس میں بیٹھے اقرع بن حابس رضی اللہ نے دیکھ کر کہا: میرے تو 10 بچے ہیں لیکن آج تک کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔[13]

5-بچوں کی عملی تربیت

بچوں کی عملی تربیت کے دو پہلو ہیں: ایک یہ کہ والدین خود ہی عملی طور پر گھر کے اندر ایسا ماحول پیدا کرے جس کو دیکھ کر بچے خود سے ان جیسا بننے کی کوشش کرے۔ مثلاً والدین کا تعلق آپس میں باہمی محبت، عزت و احترام کا ہونا چاہئے معاشرتی اور سماجی زندگی میں ایک دوسرے کا خیال رکھیں اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور محلے کے رہنے والوں کے ساتھ باہمی اخوت، خیر خواہی اور بھائی چارہ کا برتاؤ رکھیں۔ گھر کے اندر دینی اعتبار سے نماز، روزے اور ذکر و اذکار کا اہتمام ضروری ہے کیونکہ جب والدین اہتمام کریں گے تو بچے ان کی دیکھا دیکھی میں ان جیسا بننے کی کوشش کریں گے۔ روزمرہ کے معمولات میں مثلاً: رات کو جلدی سونے اور فجر میں جلدی اٹھنے، صفائی ستھرائی، نفاست، ڈسپلن اور سلیقہ مندی والدین کے ہر کام میں موجود ہو۔ تو بچہ ان چیزوں گھر میں دیکھ کر خود ہی سیکھ جاتا ہے۔ ان کو الگ سے کہنے کی ضرورت بھی بعض اوقات نہیں رہتی۔ جب گھر کے ماحول میں یہ اقدار پائی جاتی ہوں، اور بچہ شعور آتے کے ساتھ ہی اپنے گھر میں ہی ان اقدار کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یقیناً یہ بچہ ان اقدار کو خود بخود اپنانے کی کوشش کرے گا۔ اس کو الگ سے تقریر اور لیکچر سنانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہو گی۔ اس کے برعکس اگر یہ اقدار خود والدین کی زندگی اور گھر کے ماحول میں موجود نہ ہوں۔ اور والدین یہ چاہیں کہ ان کے بچوں کی زندگی میں آجائیں۔ یقیناً بہت مشکل کام ہو گا۔

موجودہ دور میں اکثر والدین خود تو اپنے اندر پابندی اور کام کاج کو وقت پر کرنے کی عادت ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے لیکن بچوں سے یہ امید لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ وہ ہماری نصیحت پر عمل کر کے ہر اعتبار سے مکمل ہو۔ جس کے لئے وہ ہر روز بچوں کو یہی سبق پڑھانے بیٹھ جاتے ہیں اور ان کو لیکچر دیتے رہتے ہیں۔ لیکن بچوں نے ان ہی باتوں پر کبھی والدین کو عمل کرتے ہوئے دیکھا تک نہیں ہوتا اور نہ ہی گھر کے ماحول میں ایسی چیزیں دیکھی ہوتی ہیں تو ان باتوں پر عمل کرنا اور والدین کی اطاعت کرنا ان کے لئے ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس جب والدین بار بار ان ہی باتوں کے بارے میں تلقین کرتے رہیں گے تو بچے آخر کار ان باتوں سے تنگ آکر نافرمانی اور سرکشی پر اتر جاتے ہیں جس کا نتیجہ والدین کی ناراضگی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ بعض والدین تو غصے میں آکر بچوں کی پٹھائی تک شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ مارنے اور غصہ کرنے سے بات درست ہونے کی بجائے مزید خراب ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے والدین کے لئے پریشانیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ س والدین ڈپریشن کے مریض تک بن جاتے ہیں۔ حالانکہ بچوں کی تربیت کے حوالے سے اگر ہم

اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھیں تو بات پریشانی کی بجائے آسانی اور راحت کا سامان بن جاتی ہے۔ جس کا لب لباب یہی ہے کہ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے رول ماڈل بن کر رہیں اور دینی علوم سے وابستگی کو قائم رکھیں۔ قرآن کریم میں بھی عملی تربیت پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ جس سے عملی تربیت کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو امت مسلمہ کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے:

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا)[14]

اور آپ ﷺ جیسی زندگی اپنانے میں ہی دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی رکھی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر والدین اپنے بچوں کی تربیت پر کام شروع کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو چاہیے کہ اس کا آغاز اپنی تربیت سے شروع کریں۔ اپنے اخلاق و اعمال اور کردار پر کام کریں۔ اپنی تربیت میں کمی اور خامیوں کو دور کریں۔ اور پھر اپنے عمل سے بچوں کو تربیت کا پیغام دینا شروع کریں۔ اس سے بہت جلد اور آسانی سے بچوں کی اچھی تربیت ممکن ہو جائیگی انشاءاللہ۔

6-دینی ماحول فراہم کرنا

ماحول کے معنی گرد و پیش کے ہیں یعنی انسان جس معاشرے میں اور جس مقام پر جن لوگوں کے ساتھ رہتا ہے۔ تو یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ اطراف میں رہنے والوں لوگوں کی فکر، نظر اور ان کی طرز زندگی سے کسی نہ کسی حد تک ضرور متاثر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر کسی شخص کا اٹھنا بیٹھنا دیندار لوگوں کے ساتھ ہے تو وہ دیندار بن جاتا ہے کسی کا تجارت پیشہ لوگوں کے ساتھ لین دین ہوتا ہے تو وہ ایک نہ ایک دن خود بھی تاجر بن جاتا ہے۔ انسان کی فطرت کی مثال سفید کپڑے کی طرح ہے اگر اس کو صاف جگہ پر استعمال کیا جائے تو وہ صاف رہتا ہے لیکن اگر کسی اور رنگ والی جگہ میں رکھ دیا جائے تو وہ سفید کپڑا بھی وہیں رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی اچھے اور شریف لوگوں کی صحبت کسی کو مل جاتی ہے تو اس کی فطری صلاحیتیں بھی پروان چڑھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے بھی اچھے اور برے ماحول کو بھی ایک مثال کے ذریعے سے سمجھایا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

" وعن أَبِي موسى الأَشعَرِيِّ :أَن النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :إِنَّما مثَلُ الجلِيس الصَّالِحِ وَجَلِيسِ السُّوءِ: كَحَامِلِ المِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحامِلُ المِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طيِّبةً، ونَافِخُ الكِيرِ إِمَّا أَن يَحْرِقَ ثِيابَكَ، وإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا مُنْتِنَةً"۔ [15]

"اچھے اور برے ساتھی کی مثال اس شخص کی ہے جو مشک رکھے ہوا ہو، اگر تم کو اس سے مشک نہ مل سکے تو خوشبو تو مل جائے گی اور خراب آدمی کی دوستی و ہم نشینی کی مثال بھٹی دُھونکنے والے کی ہے، اگر تمہارا کپڑا نہ جلے تو کم سے کم اس کے دُھوئیں سے نہ بچ سکو گے۔

آپ ﷺ نے متعدد بار گھر کے ماحول کو دینی اور پر سکون بنانے کے لئے نفل اور سنت نمازوں کو گھر میں ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص گھر میں نماز پڑھے گا تو بچے بھی بڑوں کی دیکھا

دیکھی میں اس جیسا بننے کی کوشش کریں گے اس کے علاوہ گھر میں برکتیں اور راحتیں آئیں گے۔ چنانچہ ایک روایت میں فرمایا کہ فرض

نمازوں کے علاوہ نوافل نمازوں کو گھر میں پڑھا کرو گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ [16]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا تجعلوا بيوتكم مَقَابر، إنَّ الشيطان يَنْفِرُ من البيت الذي تُقْرَأُ فيه سورةُ البقرة"[17]

فرمایا کہ گھروں کو قبرستان نہ بنایا کرو، شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورۃ البقرۃ پڑھی جائے۔

اس روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا گھروں کو قبرستان بنانے سے منع کرنے کی حکمت یہ ہے ۔ قبرستان بنانا اس معنی میں ہے کہ ان گھروں میں نمازوں کا اہتمام نہ کیا جائے اور قرآن مجید کی تلاوت سے غفلت برتی جائے۔ گھروں میں نمازوں کا اہتمام نہ کرنے کی بنا پر انھیں قبرستان قرار دیا گیا؛ کیوں کہ قبرستان میں نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ خبر دی کہ شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے، جس گھر کے مکین اس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتے ہیں؛ کیوں کہ اس سورت کی تلاوت اور اس میں پائے جانے والے فرامین واحکام کی اتباع و پیروی کی صورت میں حاصل ہونے والی برکتوں کی بنا پر وہ اس بات سے مایوس و ناامید ہو چکا ہے کہ انھیں صراط مستقیم سے دور کرے یا انھیں گمراہی میں مبتلا کرے۔

ان روایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنے کی کتنی بڑی فضیلت ہے لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے نوافل اور اسی طرح سنتوں کو بھی بعض اوقات گھروں میں پڑھنے کی تاکید کی ہے اس سے مقصود یہی ہے کہ مساجد کو آباد کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کی دنیا اور گھریلو ماحول میں بھی عبادات نماز اور تلاوت کی شکل میں زندہ ہوں۔ کیونکہ بچے گھر میں اپنی والدین کو دیکھ کر اس جیسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

گھر میں تلاوتِ قرآن ایک ایسا عمل ہے جو ماحول بنانے میں بہت مؤثر ہوتا ہے، گھر کے بچوں کے ذہن میں بھی یہ بات راسخ ہو جاتی ہے کہ ہمیں قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں ذکر کرنے کی فضیلت بیان کی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "مثل الذي يذكر ربه والذي لا يذكره مثل الحي والميت» وفي رواية: «مثل البيت الذي يُذْكَرُ الله فيه، والبيت الذي لا يُذْكَرُ الله فيه، مثل الحيِّ والميِّت"۔[18]

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو اسے یاد نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔ ایک اور روایت میں ہے" :اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے اور جس میں اللہ کو یاد نہیں کیا جاتا ہے زندہ اور مردہ (ویرانہ) کی طرح ہے۔

دور حاضر میں ہمیں اپنی اولاد کی عصری اور دنیاوی تعلیم کے حوالے سے بہت زیادہ فکر دامن گیر ہوتی ہے۔ بچوں کو صبح سکول اور کالجز جانے کے لئے وقت پر تیار کرتے ہیں۔ ان کے لئے بہترین کھانے پینے کا انتظام تو کرتے ہیں لیکن دینی پہلو سے ہمیں کوئی غم و فکر نہیں ہوتی کہ بچے نے آج صبح کی نماز پڑھی ہے یا نہیں، صبح جاگتے وقت مسنون دعاؤں کا اہتمام کیا ہے یا نہیں۔ دن رات میں ہم ان کے معمولات کے لئے ٹائم ٹیبل تو بنا لیتے ہیں لیکن اس میں قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر اذکار کے لئے ذرا سا وقت بھی مقرر نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ بچہ بڑا ہو جاتا ہے لیکن ان کو قرآن کریم اور ذکر اللہ سے کوئی شغف اور محبت نہیں ہوتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان کے معمولات میں دینی امور کا بھی لازمی خیال رکھا کریں۔ اور ان کے ساتھ دینی صحبت کا بھی اہتمام کریں ان کو ادب سکھلائیں۔

خلاصہ کلام

دور حاضر میں بچوں کی تربیت اور ادبی پہلو پر مختلف انداز میں کتابیں اور مقالات لکھے جا چکے ہیں اس مقالے میں ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں ہمیں بچوں کی تربیت کے حوالے سے کیا راہنمائی ملتی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے بہترین اسوۃ حسنہ ہے آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں اپنی امت کی اصلاح اور درستگی کے اصول اور ضوابط مقرر کئے ہیں۔ اکثر مقامات پر اعتدال اور باہمی مشاورت پر زور دیا گیا ہے۔ بچوں کو ایک طرف سے پیار و محبت کی بھی بہت ضرورت ہوتی ہے لیکن دوسری طرف سے ان کی تربیت اور اخلاقیات کو بھی مد نظر رکھنا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا لازمی ہے جس میں دونوں پہلوؤں کا احاطہ کیا جا سکے اور یہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر ممکن ہو سکتا ہے۔ موجودہ دور میں والدین کے حالات پر نظر کریں تو بعض والدین ایسے بھی ملتے ہیں جو بچوں کو صرف رات کے وقت سوتے حالات میں ہی دیکھ لیتے ہیں اور پھر پورا دن اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں جبکہ اکثر کا حال یہ ہے کہ ان کو مہینوں اور سالوں میں اپنی اولاد کے ساتھ مل بیٹھنے کا موقع ملتا ہے ایسے والدین کے بچے اکثر خراب ہو جاتے ہیں کیونکہ والد کی نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے بچے گمراہی اور لاپرواہی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو اپنی اولاد کی حقیقی معنوں میں تربیت پر توجہ دیتے ہیں۔ جس کا اثر بھی یہی ہوتا ہے کہ ان کے بچے بعد میں والدین کے لئے نہ صرف سہارا بلکہ صدقہ جاریہ بن جاتے ہیں۔ اس لئے موجودہ دور میں اولاد اور بچوں کی صحیح نشو نما اور تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ہم آپ ﷺ کی تعلیمات اور اپنے اسلاف کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہا کریں۔ موجودہ دور میں بچوں کا اصلاح کرنا اور ان کی تربیت کرنا نہایت ہی مشکل کام بنتا جا رہا ہے نوجوان نسل جس رخ پے جا رہی ہے وہ انتہائی مضر اور باعث ہلاکت ہے۔ اگر وقت پر ان کی اصلاح کی فکر نہ کی گئی تو

بڑے ہونے کے بعد ان کو قابو کرنا اور ادب سکھلانا ایک بڑا چیلنج بن سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد سے حد سے زیادہ پیار نہ کریں جو تربیتی اور دینی اعتبار سے نقصان کا باعث ہو۔ اس وقت بڑا چیلنج وہ موبائل فون اور سوشل میڈیا ہے اس سے اگر بچوں کو دور رکھا گیا تو کافی حد تک ہم بچوں کی صحیح تربیت اور منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے سامنے گناہ والے کام نہ کیا کریں ان کے سامنے باہمی جھگڑوں اور نفرتوں سے دور رہیں۔ اپنی اولاد کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں ان کو بددعا دینے بچیں۔ کیونکہ والدین کی بددعا قبول ہو جاتی ہے جو اکثر والدین کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنی اولاد اور بچوں کی صحیح تربیت دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔

حواشی

---

[1] امام طبرانی، معجم الاوسط للطبرانی، حدیث رقم، 2583۔

[2] امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، حدیث رقم، 756۔

[3] امام ابو داؤد، سنن ابی داؤ د، کتاب الصلاۃ، حدیث رقم، 495۔

[4] سورۃ الصافات، آیت، 100، 101۔

[5] سورۃ آل عمران، آیت، 38۔

[6] مجمع الزوائد۔ ج۸ ص۱۵۹۔

[7] امام بخاری، صحیح بخاری، جلد:۱، ص:۴۲۲

[8] امام بیہقی، شعب الایمان، حدیث رقم، 8658۔

[9] امام ابن حبان، صحیح ابن حبان، حدیث رقم، 459۔

[10] امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث رقم: 6027۔

[11] امام ابن ماجہ، سنن، حدیث رقم، 3671۔

[12] امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث رقم، 6248۔

[13] امام بخاری، صحیح بخاری، حدیث رقم، 5997۔

[14] سورۃ احزاب، آیت، 21۔

[15] امام بخاری، صحیح بخاری، حدیث رقم، 2101۔

[16] امام ابو داؤد سنن ابی داؤد، حدیث رقم، 1448۔

[17] امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث رقم، 1824۔

[18] صحیح بخاری، حدیث رقم، 6407۔